



قرض لینے سے متعلق متعارض روایات کا تقابلی مطالعہ

A comparative study of conflicting traditions regarding borrowing

Dr Hafiz Mohsin Zia Qazi

Assistant Professor HOD Islamic Studies, My University, Islamabad
zia3840@gmail.com

Aziz Haider

PHD Scholar Govt College University Faisalabad
ahqadri5@gmail.com

Abstract:

In human society, Allah Almighty has linked the needs of the people with each other. In this regard, debt is also one of the human needs. In Islam, After beliefs and worship, Matters are central. Debt is related to financial matters. Just as Islam has given all guidance to its believers in beliefs, worships, and ethics. Financial matters has been placed on rectifying the situation because it has a great deal to do with the Hereafter salvation. Be clear If a person's record of deeds contains the virtues of worship but also the evils of violating the rights of others, then it will be difficult to attain heaven and divine pleasure. Debit transactions have seemingly contradictory traditions. There are examples of borrowing and lending even in good times. The Holy Prophet (SAW) borrowed 40,000 from Hazrat Abdullah Bin Abi Rabia Makhzumi (RA). Hazrat Ibn Abi Hadrad (RA) borrowed from Hazrat Ka'b Bin Malik (RA). Hazrat Umar Farooq (RA) demanded a loan of four hundred dirhams from Hazrat Abdul Rahman Bin Awf (RA). On the other hand, The Hadiths of The Prophet (PBUH) have also been written in condemnation of borrowing is forbidden and condemned. What is their ruling? What are the conditions of

borrowing and what is its scope? What does Islamic law guide us in this regard? This article has been written to find out the answers to these questions.

Keywords: Financial matters, Debit transactions, Borrowing, Human society, Needs of the people.

1- موضوع تحقیق کا تعارف واہمیت اور پس منظر:

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور آفاقی مذہب ہے۔ دین اسلام میں عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاقیات سمیت جملہ امور کو شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں عقائد کی درستگی اور عبادات کے بعد جس چیز پر زور دیا گیا ہے وہ باہمی معاملات ہیں۔ اسلام میں معاملات اور لین دین کے امور میں کسی قسم کی کوتاہی، لاپرواہی اور غبن کی اجازت نہیں دیتا۔ اخروی نجات میں معاملات کی پختگی اور شفافیت کا بہت بڑا عمل دخل ہے۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے حقوق کی پامالی کرتا ہے تو رضائے الہی، قرب خداوندی اور اخروی کامیابی کا حصول مشکل ہو جاتا ہے۔

مالی معاملات میں سے ایک قرض ہے۔ اگر کوئی شخص کسی خاص ضرورت کی وجہ سے قرض مانگتا ہے تو قرض دے کر اس کی مدد کرنا باعث اجر و ثواب ہے۔ قرض لینے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر ممکن کوشش کر کے وقت پر قرض کی ادائیگی کرے۔ دوسری طرف قرض لینے کی مذمت میں بھی احادیث نبویہ وارد ہوئی ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا قرض لینا شرعاً جائز ہے؟ جن احادیث میں قرض لینے سے منع کیا گیا ہے اور اس کی مذمت وارد ہوئی ہے ان کا کیا حکم ہے؟ قرض لینے کی کیا شرائط ہیں؟ شریعت اسلامیہ اس سلسلہ میں ہماری کیا رہنمائی کرتی ہے۔ اس ضرورت واہمیت کے پیش نظر زیر نظر موضوع تحقیق کا انتخاب کیا گیا ہے۔

2- سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ:

زیر نظر موضوع تحقیق پر عصر حاضر میں عبدالرشید انصاری کی کتاب مسائل مقروض¹ اور پروفیسر ڈاکٹر فضل الہی کی قرض کے فضائل و مسائل² موجود ہیں۔ اسی طرح امام مرغینانی نے الہدایہ میں، علامہ شامی نے رد المحتار میں، امام قدوری نے المختصر میں، ابن نجیم نے البحر الرائق میں، امام سرخسی نے المبسوط، امام حصکفی نے در مختار میں، امام برہان الدین نے محیط برہانی میں، ابن ہمام نے فتح القدیر میں، امام احمد رضا نے فتاویٰ رضویہ میں اور دیگر فقہائے کرام نے اپنی کتب فقہ میں قرض کے احکام بیان فرمائے ہیں۔ البتہ قرض لینے کے جواز اور ناپسندیدگی سے متعلق روایات کا تقابلی جائزہ نہیں لیا گیا تھا اور قرض سے متعلق جو دین اسلام نے شرائط بیان کی ہیں اس پر سیر حاصل روشنی نہیں ڈالی گئی ہے۔ اس خلا کو پُر کرنے کیلئے زیر نظر مقالہ تحریر کیا جا رہا ہے۔

3- قرض کا لغوی اور شرعی معنی:

3.1- قرض کا لغوی معنی:

[القرض] عربی زبان کا لفظ ہے، جو کہ [قَرْضٌ یَقْرِضُ] [ضَرَبَ یَضْرِبُ] کے وزن پر ہے اور اس کا معنی کاٹنا [الْقَطْعُ] ہے۔^[3] کسی جگہ سے گزر کر جانے کو بھی [قرض] کہتے ہیں جیسا کہ اس کو [قطع] کہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَإِذَا غَرَبَتْ تَقَرُّضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ^[4] ”اور جب [سورج] غروب ہوتا ہے، تو ان سے بائیں طرف کو کترا کر جاتا ہے۔“^[5]

3.2- شرعی معنی:

فقہاء کے نزدیک قرض سے مراد کسی چیز کا اس شرط پر دینا کہ اس کا بدل واپس کیا جائے۔ امام ابن حزم قرض کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”هُوَ أَنْ تُعْطِيَ إِنْسَانًا شَيْئًا بِعَيْنِهِ مِنْ مَالِكَ، تَذْفَعُهُ إِلَيْهِ، لِيُرَدَّ عَلَيْكَ مِثْلُهُ إِمَّا حَالًا فِي ذِمَّتِهِ، وَإِمَّا إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى۔“^[6]

ترجمہ: ”قرض یہ ہے کہ تو کوئی چیز اپنے مال میں سے بعینہ کسی کو اس شرط پر دے کہ وہ اس کی مثل ابھی تجھے ادا کر دے، یا ایک مقررہ مدت تک ادا کر دے گا۔“

شیخ شربنی تحریر کرتے ہیں:

”هُوَ تَمْلِيكَ الشَّيْءِ عَلَى أَنْ يُرَدَّ بَدْلُهُ۔“^[7]

ترجمہ: ”وہ کسی چیز کا اس شرط پر مالک بنانا ہے کہ اس کی مثل واپس کی جائے“

3.3- سبب تسمیہ:

قرض کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ صاحب مال اپنے مال کا ایک حصہ کاٹ کر مقروض کو دے دیتا ہے۔

شیخ شربنی لکھتے ہیں:

”وَسُمِّيَ بِذَلِكَ لِأَنَّ الْمُقْرِضَ يَقْطَعُ لِلْمُقْتَرِضِ قِطْعَةً مِنْ مَالِهِ۔“^[8]

ترجمہ: اور اس کو یہ نام اس لیے دیتے ہیں کیونکہ قرض خواہ اپنے مال کا ایک حصہ کاٹ کر مقروض کو دیتا ہے۔

4- قرض کی شرعی حیثیت:

قرض لینے کے بارے میں متعدد اور بظاہر مختلف روایات وارد ہوئی ہیں۔ بعض روایات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کے قرض لینے اور دینے کا ذکر ہے اور بعض دیگر روایات میں قرض لینے کے متعلق ناپسندیدگی وارد ہوئی ہے اور قرض لینے

قرض لینے سے متعلق متعارض روایات کا تقابلی مطالعہ

سے پناہ طلب کی گئی ہے اور اسے خود کشی کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے۔ ان متعارض روایات اور ان کے درمیان تطبیق کو بیان کرنے کیلئے اس ضمن میں ان چار نکات کو محل گفتگو بنایا گیا ہے۔

- i. قرض لینے کے متعلق روایات
- ii. قرض کے ناپسندیدہ ہونے کے متعلق روایات
- iii. قرض لیا جائے یا نہ لیا جائے؟
- iv. قرض لینے کی شرائط

4.1۔ قرض لینے کے متعلق روایات:

بسا اوقات انسان زندگی میں اس قدر مجبور اور پریشان ہوتا ہے کہ سوائے قرض لینے کے اس کے پاس کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ اگر ہم سیرت طیبہ، کتب احادیث اور تاریخ صحابہ کا مطالعہ کریں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے متعدد مرتبہ قرض لیا۔ ذیل میں ان روایات کو ذکر کیا جاتا ہے:

۱۔ حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

"اسْتَقْرَضَ مِنِّي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِينَ أَلْفًا، فَجَاءَهُ مَالٌ، فَدَفَعَهُ إِلَيَّ، وَقَالَ: "بَارَكَ اللَّهُ

لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ۔ إِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ الْحَمْدُ وَالْأَدَاءُ۔" [9]

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے چالیس ہزار بطور قرض لیے، پھر [جب] آپ کے پاس مال آیا، تو مجھے ادا کر دیئے اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ تمہارے اہل اور تمہارے مال میں برکت عطا فرمائے۔ یقیناً قرض کا بدلہ [قرض خواہ کی] تعریف کرنا اور ادا کرنا ہے۔"

۲۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اور اس کے بعد بھی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرض لیتے اور دیتے تھے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بلاشبہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں حضرت ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے اپنے قرض کی واپسی کا مسجد میں تقاضا کیا۔ ان دونوں کی [تکرار میں] آوازیں بلند ہوئیں، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنے گھر میں سنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف نکلے اور اپنے حجرے کے پردے کو ہٹایا اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو آواز دی:

"يَا كَعْبُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَأَشَارَ إِلَيْهِ بِيَدِهِ: أَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دِينِكَ۔ قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ!

فَمُ قَافِضِهِ۔" [10]

ترجمہ: اے کعب انہوں نے عرض کیا: اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنا آدھا قرض چھوڑ دو۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے ایسے کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اٹھو اور اس کو قرض ادا کرو۔

۳۔ امام حاکم نے قاسم کے حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ وہ قرض لیا کرتی تھیں۔ ان سے کہا گیا: "مَا لَكَ وَالَّذِينَ؟" آپ کا قرض سے کیا تعلق یعنی آپ کیوں قرض لیتی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "مَا مِنْ عَبْدٍ كَانَتْ لَهُ ذِيَّةٌ فِي آدَاءِ ذِيْنِهِ إِلَّا كَانَ لَهُ مِنَ اللَّهِ عَوْنٌ۔" کسی بھی بندے کی اپنے قرض کی واپسی کی نیت نہیں ہوتی، مگر اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد ہوتی ہے "فَالْتَمَسْتُ ذَلِكَ الْعَوْنَ۔" تو میں تو قرض لے کر اس مدد کو حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ [11]

۴۔ امام ابو عبید القاسم بن سلام نے ابراہیم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو چار سو درہم بطور قرض لینے کے لیے پیغام بھیجا، تو حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا: "نَسْتَسْلِفُنِي، وَعِنْدَكَ بَيْتُ الْمَالِ، أَلَا تَأْخُذُ مِنْهُ، ثُمَّ تَرُدُّهُ؟" کیا آپ مجھ سے قرض طلب کرتے ہیں اور آپ کے پاس بیت المال ہے، آپ اس سے کیوں نہیں لے لیتے؟ پھر اس قرض کو واپس کر دینا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "إِنِّي أَتَخَوَّفُ أَنْ يُصَيِّبَنِي قَدَرِي، فَتَقُولَ أَنْتَ وَأَصْحَابُكَ: أَتْرَكُوا هَذَا لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، حَتَّى يُؤْخَذَ مِنْ مِيزَانِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلِكِنِّي أَتَسَلَّفُهَا مِنْكَ لِمَا أَعْلَمُ مِنْ شُحِّكَ، فَإِذَا مِتُّ، جِئْتُ فَاسْتَوْفَيْتُهَا مِنْ مِيزَانِي۔" [12] مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ میری موت آجائے، تو تم اور تمہارے ساتھی کہیں گے: "اس کو امیر المؤمنین کے لیے چھوڑ دو" یہاں تک کہ وہ روز قیامت میرے میزان یعنی نیکیوں میں سے لیا جائے، لیکن میں تم سے قرض لے رہا ہوں، کیونکہ میں مال سے تمہاری شدید محبت کو جانتا ہوں، سو جب میں مروں گا، تو تم آؤ گے اور میرے ترکہ میں سے اپنا پورا پورا حق وصول کر لو گے۔

مذکورہ بالا روایات سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ قرض لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرض لیتے اور دوسروں کو قرض دیتے بھی تھے۔ اس میں وہ کسی قسم کی قباحت محسوس نہیں کرتے تھے۔

4.2۔ قرض کے ناپسندیدہ ہونے کے متعلق روایات:

قرض کے جواز کے متعلق متعدد احادیث کے ساتھ ساتھ ایسی احادیث اور آثار بھی ملتے ہیں، جن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ قرض لینا پسندیدہ کام نہیں۔ اب ذیل میں ان روایات کو ذکر کیا جا رہا ہے۔

۱۔ امام بخاریؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے:

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو فِي صَلَاتِهِ، وَيَقُولُ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ". بِلَا شِبْهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنِي نَمَازٍ فِي دَعَا كَمَا كَرِهْتُمْ تَحْتَهُ وَفَرَمَاتِهِ تَحْتَهُ "اے اللہ! یقیناً میں گناہ اور قرض سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔" کسی کہنے والے نے عرض کیا: "مَا أَكْثَرُ مَا تَسْتَعِينُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنَ الْمَغْرَمِ؟" اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ قرض سے کس قدر زیادہ پناہ طلب کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ، فَكَذَبَ، وَوَعَدَ، فَأَخْلَفَ" بلاشبہ جب بندہ مقروض ہوتا ہے، توبت کرتا ہے، توجھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے، تو وہ خلاف ورزی کرتا ہے۔ [13]

امام بخاریؒ نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے: [بَابُ مَنِ اسْتَعَاذَ مِنَ الدَّيْنِ] [14] یعنی قرض سے پناہ طلب کرنے والے شخص کے متعلق باب۔ مذکورہ بالا حدیث قرض کی سنگینی کو اجاگر کرنے کے لیے کافی ہے۔ علامہ عینیؒ اس کی شرح میں تحریر کرتے ہیں:

"وَفِيهِ بَشَاعَةُ الدَّيْنِ وَشِدَّتُهُ، وَتَأْدِيتُهُ الدَّائِنَ إِلَى ارْتِكَابِ الْكَذِبِ، وَالْخُلْفِ فِي الْوَعْدِ اللَّذَيْنِ هُمَا مِنْ صِفَاتِ الْمُنَافِقِينَ" [15]

ترجمہ: اس میں قرض کی خرابی اور سنگینی ہے اور یہ کہ وہ مقروض کو جھوٹ اور وعدہ کی خلاف ورزی تک پہنچا دیتا ہے، جو کہ دونوں منافقوں کی صفات میں سے ہیں۔

۲۔ امام نسائیؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

"كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَوَاتٌ لَا يَدْعُهُنَّ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَالْعَجْزِ، وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَالذَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ" [16]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی [کچھ] دعائیں تھیں، جنہیں وہ چھوڑا نہیں کرتے تھے۔ "اے اللہ! بلاشبہ میں غم اور رنج، بے بسی اور کاپلی، بخل اور بزدلی اور قرض اور آدمیوں کے غلبہ سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔"

۳۔ امام نسائیؒ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو بِهَذِهِ الْكَلِمَاتِ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الْعَدُوِّ، وَشِمَامَةِ الْأَعْدَاءِ" [17]

ترجمہ: "بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے: "اے اللہ! میں قرض کے چڑھ جانے، دشمن کے غلبہ اور شتمات اعداء سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

۳۔ امام احمدؒ نے حضرت عقبہ بن عامر جبنی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرماتے ہوئے سنا:

"لَا تُخِيفُوا أَنْفُسَكُمْ" "أَوْ قَالَ: "الْأَنْفُسُ"۔ "اپنی جانوں کو نہ ڈراؤ۔ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جانوں کو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا: "يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا نُخِيفُ أَنْفُسَنَا؟" اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارا اپنی جانوں کو ڈرانا کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "الدَّيْنُ"۔ "قرض کے ساتھ۔" [18]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

"لَا تَحْتَفُوا أَنْفُسَكُمْ"۔ "خودکشی نہ کرو۔ عرض کیا گیا: "يَا رَسُولَ اللَّهِ! صَلَّيْ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"۔ وَمَا نَحْتِفُ أَنْفُسَنَا؟" یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارا خودکشی کرنا کیسے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بِالدَّيْنِ"۔ "قرض کے ساتھ۔" [19]

اس حدیث شریف میں اپنی جانوں کو ڈرانے کا سبب قرض کو قرار دیا گیا ہے۔ شیخ احمد البنا حدیث کی شرح میں تحریر کرتے ہیں:

"وَالْمَعْنَى لَا تُخِيفُوا أَنْفُسَكُمْ بِالدَّيْنِ بَعْدَ أَمْنِهَا مِنَ الْغُرْمَاءِ۔ وَإِنَّمَا كَانَ الدَّيْنُ جَالِبًا لِلْخَوْفِ لِشُغْلِ الْقَلْبِ بِهِمْ وَقَضَائِهِ، وَالتَّدْلِيلُ لِلْغَرِيمِ عِنْدَ لِقَائِهِ، وَتَحَمُّلُ مَنَّتِهِ إِلَى تَأْخِيرِ أَدَائِهِ۔ وَرُبَّمَا يَعْدُ بِالْوَفَاءِ فَيُخْلِفُ، أَوْ يُحَدِّثُ الْغَرِيمَ فَيَكْذِبُ أَوْ يَحْلِفُ فَيُخْنُثُ، أَوْ يَمُوتُ فَيَرْتَهِنُ"۔" [20]

ترجمہ: معنی یہ ہے کہ اپنی جانوں کو ان کے امن کے بعد قرض کے ساتھ، قرض خواہوں سے نہ ڈراؤ، قرض باعث خوف بنتا ہے، کیونکہ دل اُس کی وجہ سے اُس کی ادائیگی، قرض خواہ کے روبرو ملاقات کے وقت ذلیل ہونے اور ادائیگی میں تاخیر کے سبب اس کے زیر بار ہونے کے غم میں ڈوبا رہتا ہے۔ کتنی ہی دفعہ وہ واپسی کا وعدہ کر کے خلاف ورزی کرتا ہے، یا قرض خواہ سے بات کرتے وقت جھوٹ بولتا ہے، یا جھوٹی قسم کھاتا ہے، یا مرنے کی صورت میں [جنت میں جانے سے] روکا جاتا ہے۔

قرض لینے سے متعلق متعارض روایات کا تقابلی مطالعہ

۵۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"إِيَّاكُمْ وَالَّذِينَ، فَإِنَّ أَوَّلَهُ هَمٌّ، وَآخِرُهُ حَرْبٌ۔" [21]

ترجمہ: قرض سے دور رہو، کیونکہ اس کی ابتدا غم ہے اور انجام ناداری۔

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

"قَالَ بَعْضُ السَّلَفِ: مَا دَخَلَ هَمُّ الدَّيْنِ قَلْبًا إِلَّا أَذْهَبَ مِنَ الْعَقْلِ مَا لَا يَعُودُ إِلَيْهِ۔" [22]

ترجمہ: سلف میں سے بعض نے کہا: "قرض کا غم کسی دل میں داخل نہیں ہوتا، مگر اس کی عقل میں سے [کچھ

حصہ] لے جاتا ہے، جو کہ اس کی طرف [کبھی] واپس نہیں آتا۔"

علامہ قرطبیؒ تحریر کرتے ہیں:

"إِنَّ الدَّيْنَ شَيْنٌ، الدَّيْنُ هَمٌّ بِاللَّيْلِ، وَمَذَلَّةٌ بِالنَّهَارِ، وَخَافَةٌ لِلنَّفُوسِ، بَلَّ وَإِذَا قُتِلَ لَهَا۔" [23]

ترجمہ: بلاشبہ قرض عیب ہے، قرض رات کو پریشانی، دن کو ذلت، جانوں کو ڈرانے بلکہ کمزور کرنے کا سبب ہے۔

4.3۔ قرض لیا جائے یا نہ لیا جائے؟

اس مقام پر یہ سوال ابھرتا ہے کہ کیا قرض لیا جائے یا نہ لیا جائے؟ بعض روایات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرض لیا۔ جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرض لیتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالہ سے گزرا کہ وہ قرض واپس کرنے کی نیت سے قرض لیتی تاکہ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل ہو۔ دوسری طرف رسول اکرم ﷺ قرض سے پناہ مانگ رہے ہیں۔ قرض کو باعث ذلت، باعث خوف قرار دیا گیا ہے بلکہ بعض روایات میں تو قرض کو اپنی جان کیلئے خود کشی قرار دیا گیا ہے۔ اب اس سوال کا جواب تلاش کرنے کیلئے کہ قرض لینے کی اجازت کس کو ہے اور اس کا دائرہ کار اور شرائط کیا ہیں اور قرض کو کس کو بچنے چاہیے، ذیل میں ان احادیث کی تشریح میں محدثین کرام رحمہم اللہ کے ان اقوال کو پیش کیا جا رہا ہے:

۱۔ امام ابن حجرؒ تحریر کرتے ہیں:

"وَقِيلَ: الْمُرَادُ بِهِ مَا يُسْتَدَانُ فِيمَا لَا يَجُوزُ، وَفِيمَا يَجُوزُ ثُمَّ يَعْجُزُ عَنْ أَدَائِهِ، وَيَحْتَمِلُ أَنْ يُرَادَ بِهِ

مَا هُوَ أَعْمُ مِنْ ذَلِكَ۔" [24]

ترجمہ: کہا گیا ہے: اس سے مراد ناجائز کاموں کے لیے لیا ہوا قرض ہے، اور جائز کاموں کی خاطر لیا ہوا ایسا قرض

ہے، کہ اس کی واپسی اس کی بساط سے باہر ہو، اور یہ [بھی] احتمال ہے، کہ اس سے مراد کوئی اور زیادہ عام معنی ہو۔

"

امام ابن حجر کی اس تشریح سے معلوم ہوا کہ جن احادیث میں قرض لینے سے منع کیا گیا ہے اس سے مراد ناجائز اور ممنوع امور ہیں۔ یعنی ناجائز اور ممنوع امور کیلئے قرض لینے سے منع کیا گیا ہے۔ اس حدیث کا یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ قرض لینے والا شخص اگر مستقبل میں قرض واپس کرنے پر قادر نہ ہو تو اسے قرض لینے سے احتراز لازم ہے۔ اگر جائز اور مباح امور کیلئے قرض لیا جائے اور وہ مستقبل میں یہ قرض ادا کرنے کی استطاعت بھی رکھتا ہو تو اس شخص کیلئے قرض لینے کی ممانعت نہیں۔

۲: حافظ ابن حجرؒ ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

"ثُمَّ رَأَيْتُ فِي حَاشِيَةِ ابْنِ الْمُنْيَرِ: "لَا تَنَاقُضَ بَيْنَ الْأَسْتِعَاذَةِ مِنَ الدَّيْنِ وَجَوَازِ الْأَسْتِعَاذَةِ، لِأَنَّ الدَّيْنَ

اسْتُعِيدَ مِنْهُ غَوَائِلُ الدَّيْنِ. فَمَنْ آذَانَ وَسَلِّمَ مِنْهَا، فَقَدْ أَعَاذَهُ اللَّهُ وَفَعَلَ جَائِزًا." [25]

ترجمہ: پھر میں نے حاشیہ ابن منیر میں دیکھا: "قرض سے پناہ مانگنے اور قرض لینے کے جواز میں کوئی تعارض نہیں، کیونکہ جس چیز سے پناہ طلب کی گئی ہے، وہ قرض کی مصیبتیں ہیں اور جو شخص قرض لے اور ان سے محفوظ رہے، تو اس کو اللہ تعالیٰ نے پناہ عطا فرمادی اور اس نے جائز کام کیا۔

امام ابن حجرؒ کی اس تشریح سے معلوم ہوا کہ قرض سے پناہ مانگنے اور قرض لینے جواز میں وارد احادیث میں کسی قسم کا تعارض نہیں، قرض لینے سے جو ممانعت وارد ہوئی ہے وہ قرض کی مصیبتوں کے پیش نظر ہے۔ یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قرض لے گا تو اسے ان تکالیف اور پریشانیوں کا سامنے کرنا پڑے گا۔ ان پریشانیوں اور مصیبتوں سے آگاہ کیا گیا ہے۔ البتہ قرض لینے کی اجازت اور گنجائش موجود ہے۔

۳: علامہ بدر الدین عینیؒ رقم طراز ہیں:

الْمُعْرَمُ الَّذِي اسْتَعَاذَ مِنْهُ إِمَّا أَنْ يَكُونَ فِي مَبَاحٍ، وَلَكِنْ لَا وَجْهَ عِنْدَهُ لِقَضَائِهِ، فَهُوَ مُتَعَرِّضٌ لِهَلَاكِ مَالِ أَخِيهِ، أَوْ يَسْتَدِينُ، وَلَهُ إِلَى الْقَضَائِ سَبِيلٌ، غَيْرَ أَنَّهُ يَرَى تَرَكَ الْقَضَائِ، أَوْ يَسْتَدِينُ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ طَمَعًا فِي مَالِ أَخِيهِ، وَنَحْوِ ذَلِكَ. [26]

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قرض سے پناہ طلب کی، یا تو وہ جائز مقصد کی خاطر ہو گا، لیکن اس کے پاس اس کی واپسی کی کوئی شکل نہ ہوگی۔ اس طرح وہ اپنے بھائی کا مال برباد کرنے کے درپے ہوتا ہے، یا وہ قرض لیتا ہے اور اس کے پاس ادائیگی کے امکانات تو موجود ہیں، لیکن اس کا خیال عدم ادائیگی کا ہے۔ یا وہ اپنے بھائی کے مال کی حرص کرتے ہوئے بلا ضرورت اس سے قرض لیتا ہے، یا مراد اس طرح کی دیگر صورتیں ہیں۔

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ کی اس تشریح سے تین نکات معلوم ہوتے ہیں:

قرض لینے سے متعلق متعارض روایات کا تقابلی مطالعہ

۱۔ پہلا نکتہ یہ ہے کہ ایسے شخص کیلئے قرض لینا شرعاً جائز نہیں جو قرض تو جائز کام کیلئے لے رہا ہے مگر وہ قرض کی ادائیگی پر قادر نہیں۔ چونکہ اس طرح مقروض، قرض خواہ سے قرض لے کر اس کا مال ضائع کرے گا یعنی جب قرض واپس نہیں کرے گا تو قرض خواہ کا نقصان کرے گا اور اس کا مال ہلاک کرنے کا سبب بنے گا تو اس کیلئے قرض لینے کی اجازت موجود نہیں۔

۲۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ ایسے شخص کیلئے قرض لینا جائز نہیں جو قرض تو کسی جائز اور مباح کام کیلئے لے رہا ہے مگر اس کی نیت قرض ادا کرنے کی نہیں ہے۔ ایسا شخص چونکہ دوسرے کے مال پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اور اس کا مال ناجائز طریقے سے ہتھیانا چاہتا ہے اور یہ فعل حرام اور ناجائز ہے۔ اس لیے نبی اکرم ﷺ نے ایسا قرض لینے سے پناہ طلب کی ہے۔

۳۔ تیسرا نکتہ یہ ہے کہ ایسا شخص جو بلا وجہ قرض لیتا ہے اور اسے مال لینے کی کوئی ضرورت بھی نہیں۔ اس کا مقصد صرف اور صرف اپنے دوسرے بھائی کے مال کو کم کرنا ہے تو ایسا قرض لینا بھی درست نہیں۔

4.4۔ قرض لینے کی شرائط:

حضرات محدثین رحمہم اللہ کے مذکورہ بالا اقوال اور دیگر احادیث طیبہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرض لینے کے لیے کچھ شرائط ہیں۔ ذیل میں قرض لینے کی چند شرائط پیش کی جا رہی ہیں:

(۱)۔ قرض لینے کا معقول اور جائز سبب:

قرض لینے کے لیے معقول اور جائز سبب کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ روز قیامت اس بارے میں سوال کیا جائے گا۔ امام احمد نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"يَدْعُوُ اللَّهُ بِصَاحِبِ الدِّينِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُوقَفَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَيَقَالُ: "يَا ابْنَ آدَمَ! فِيمَ أَخَذْتَ هَذَا الدِّينَ؟ وَفِيمَ ضَيَعْتَ حَقُّوقَ النَّاسِ؟" فَيَقُولُ: "يَا رَبِّ! إِنَّكَ تَعْلَمُ أَتَيْتُ أَخَذْتُهُ، فَلَمْ أَكُلْ، وَلَمْ أَشْرَبْ، وَلَمْ أَلْبَسْ، وَلَمْ أَصْبِغْ، وَلَكِنْ أَتَى عَلَى يَدَيَّ إِمَّا حَرَقْتُ، وَإِمَّا سَرَقْتُ وَإِمَّا وَضِيعَةٌ۔" فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: "صَدَقَ عَبْدِي، أَنَا أَحَقُّ مَنْ قَضَى عَنْهُ الْيَوْمَ"۔ فَيَدْعُوُ اللَّهُ بِشَيْءٍ، فَيَضَعُهُ فِي كِفَّةٍ مِيزَانِهِ، فَتَرْجَحُ حَسَنَاتُهُ عَلَى سَيِّئَاتِهِ، فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ۔" [27]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ روز قیامت مقروض کو بلائیں گے، یہاں تک کہ اس کو اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑا کیا جائے گا، تو اس سے کہا جائے گا: "اے ابن آدم! تو نے یہ قرض کس لیے لیا؟ اور تو نے لوگوں کے حقوق کو کس لیے ضائع کیا؟" وہ جواب میں عرض کرے گا: "اے میرے رب! بلاشبہ آپ کو علم ہے، کہ یقیناً میں نے اس کو لیا، لیکن میں نے اس کو کھانے، پینے اور پہننے میں نہیں اڑایا، اور نہ [کہیں اور] برباد کیا، لیکن مجھ پر تو آگ یا چوری یا کاروباری خسارہ

کی مصیبت آئی تھی۔ ”اللہ عزوجل فرمائے گا: ”میرے بندے نے سچ کہا ہے۔ آج میں اس کا قرض ادا کرنے کا زیادہ حق دار ہوں۔“ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو طلب کریں گے پھر اُس کو اس کے میزان کے ایک پلڑے میں رکھ دیں گے، تو اس کی نیکیاں اس کی برائیوں کے مقابلے میں زیادہ ہو جائیں گی۔ پس وہ ان کی رحمت سے جنت میں داخل ہو جائے گا۔“

اس حدیث سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے، کہ معقول اغراض کے لیے قرض لینا قابل مواخذہ نہیں، البتہ غیر معقول مقاصد کے لیے قرض لینے پر روز قیامت باز پرس ہوگی۔ ایک اور حدیث میں یہ بات بیان کی گئی ہے، کہ ناپسندیدہ غرض کے لیے قرض لینے والا اللہ تعالیٰ کی مدد سے محروم ہو جاتا ہے۔

امام حاکم نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ اللَّهَ مَعَ الدَّائِنِ حَتَّى يُقْضَىٰ دَيْنُهُ، مَا لَمْ يَكُنْ فِيْمَا يَكْرَهُهُ اللَّهُ۔" [28]

ترجمہ: "اگر قرض اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ مقصد کی خاطر نہ ہو، تو ادائیگی قرض تک اللہ تعالیٰ مقروض کے ساتھ ہوتا ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے پیش نظر قرض لینے کی اجازت موجود ہے۔ اگر کوئی شخص ضرورت کے پیش نظر قرض لے تو اس کے قرض اتارنے میں اللہ تعالیٰ کی مدد شامل ہوتی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر ضروری کاموں کیلئے قرض سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

۲۔ ادائیگی کی سچی نیت:

قرض لینے کے جواز کی دوسری شرط یہ ہے کہ قرض لینے والے کی واپسی کی سچی نیت اور پختہ ارادہ ہو ورنہ قرض لینے والا اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب کا نشانہ بناتا ہے۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ أَدَائَهُمَا أَدَّى اللَّهُ عَنْهُ، وَمَنْ أَخَذَ يُرِيدُ إِثْلَافَهَا أَثْلَفَهُ اللَّهُ۔" [29]

ترجمہ: جو شخص ادائیگی کے ارادے سے لوگوں کے مال لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ادا کروادیتے ہیں اور جو شخص انہیں برباد کرنے کے ارادے سے لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو برباد کر دیتے ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ اس حدیث شریف کی شرح میں لکھتے ہیں:

قرض لینے سے متعلق متعارض روایات کا تقابلی مطالعہ

"ظَاهِرُهُ أَنَّ الْإِثْلَافَ يَقَعُ لَهُ فِي الدُّنْيَا، وَذَلِكَ فِي مَعَاشِهِ أَوْ فِي نَفْسِهِ، وَهُوَ عَلَمٌ مِنْ أَعْلَامِ النُّبُوَّةِ لَمَّا نَرَاهُ بِالْمُشَاهَدَةِ مِمَّنْ يَتَعَاطَى شَيْئًا مِنَ الْأَمْرَيْنِ - وَقِيلَ الْمُرَادُ بِالْإِثْلَافِ عَذَابُ الْآخِرَةِ -" [30]

ترجمہ: اس کا ظاہری معنی یہ ہے کہ اس کے لیے یہ بربادی دنیا ہی میں اس کی معیشت یا جان میں ہوتی ہے اور یہ بات، جیسا کہ ہم دونوں کام کرنے والوں کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صداقت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے، کہ بربادی سے مراد عذابِ آخرت ہے۔

مزید لکھتے ہیں:

"وَفِي الْحَدِيثِ التَّزْغِيبُ فِي تَحْسِينِ النِّيَّةِ، وَالتَّزْهِيْبُ مِنْ ضِدِّ ذَلِكَ -" [31]

ترجمہ: اور حدیث میں نیت کو درست کرنے کی ترغیب اور اس کی ضد سے ڈرایا گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض لینے والے بدنیت کے برے انجام کے بارے میں ایک اور بات بھی بتلائی ہے۔ امام طبرانی نے میمون کردی کے حوالے سے ان کے والد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"أَيُّمَا رَجُلٍ اسْتَدَانَ دَيْنًا، لَا يُرِيدُ أَنْ يُؤَدِّيَ إِلَى صَاحِبِهِ، حَتَّى أَخَذَ مَا لَهُ، وَلَمْ يُؤَدِّ إِلَيْهِ دَيْنَهُ، لَقِيَ اللَّهَ، وَهُوَ مَسَارِقٌ -" [32]

ترجمہ: جس شخص نے قرض لیا اور اس کا ارادہ حق دار کا حق ادا کرنے کا نہیں، اس نے مال لے لیا، مگر ادا نہ کیا، تو وہ اللہ تعالیٰ سے بطور چور ملاقات کرے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ مقروض کیلئے ضروری ہے کہ اس کی نیت قرض ادا کرنے کی ہو۔ اگر مقروض نے قرض خواہ سے قرض اس نیت کے ساتھ لیا کہ قرض اپنے پاس رکھ لے گا اور اسے واپس نہیں کرے گا تو اس پر وعیدیں وارد ہوئیں ہیں۔ جو شخص قرض واپس نہ کرنے کی نیت سے قرض لے ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں چور لکھا جاتا ہے اور تباہی و بربادی اس شخص کے مقدر بنتی ہے۔ لہذا مقروض کیلئے ضروری ہے کہ قرض لیتے وقت اس کی نیت قرض واپس کرنے کی ہو۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اس کے ہمراہ ہوگی۔

(۳)۔ مستقبل میں ادائیگی کے امکانات:

جائز مقاصد کے لیے ادائیگی کی نیت سے قرض لیتے ہوئے اس بات کو پیش نظر رکھنا بھی ضروری ہے، کہ مقروض کے لیے مستقبل میں ادائیگی کے امکانات ہوں۔ اس شرط کو نظر انداز کر کے قرض لینا مناسب نہیں۔ اسی سلسلے میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"لَا أَحِبُّ أَنْ يَتَحَمَّلَ بِأَمَانَتِهِ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ" [33]

ترجمہ: میں پسند نہیں کرتا کہ وہ اپنی امانت کے ساتھ اس چیز کا بوجھ اٹھائے، جس کی اس میں استطاعت نہ ہو۔

امام ابن قدامہؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

"مَا لَا يَقْدِرُ عَلَى وَفَائِهِ" [34]

ترجمہ: یعنی مستقبل میں اس کے ادا کرنے پر قادر نہ ہو۔

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ عام حالات میں قرض لینا شرعی طور پر ناپسندیدہ ہے، البتہ معقول وجہ اور جائز سبب کی موجودگی میں، ادائیگی کے پختہ اور سچے ارادے اور مستقبل میں امکانات پائے جانے کی صورت میں قرض لینے میں کوئی حرج نہیں۔

5۔ نتائج البحث:

اسلام میں عقائد و عبادات کے بعد معاملات کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ قرض کا تعلق مالی معاملات کے ساتھ ہے۔ خیر القرون میں بھی قرض لینے اور دینے کی نظائر موجود ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومی رضی اللہ عنہ سے چالیس ہزار بطور قرض لیے۔ حضرت ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے قرض لیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی قرض لیتی تھیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے چار سو درہم کا بطور قرض مطالبہ کیا۔ جن روایات میں قرض لینے کو باعث ذلت و شرمندگی اور خود کشی کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے ان سے مراد یہ ہے کہ جب قرض بلا ضرورت اور بلا احتیاجی لیا جائے تو شریعت ایسا قرض لینے کی اجازت نہیں دیتی۔ اسی طرح قرض واپس نہ کرنے کی نیت سے لیا جائے یا اپنے حرص کی وجہ سے اپنے ساتھی کے مال کو روکنا مقصود ہو تو ایسے شخص کیلئے بھی قرض لینا جائز نہیں۔ قرض لینے کیلئے ضروری ہے کہ جائز اور مباح مقاصد کیلئے ہو، قرض لینے کی کوئی معقول وجہ اور ضرورت ہو، اور مقروض کا قرض واپس کرنے کی پختہ نیت ہو اور مستقبل میں قرض واپس کرنے کے امکانات بھی موجود ہوں۔ ان شرائط کے عدم موجودگی میں قرض لینا درست نہیں۔

حوالہ جات

1. مکتبہ رحمانیہ، لاہور
2. دارالنور، اسلام آباد مئی ۲۰۰۸ء
3. ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، مادہ: قرض، ج: ۳، ص: ۵۹
4. سورہ الکہف: ۱۸/۱۷
5. اصفہانی، راغب، حسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن، مادہ: قرض، ص: ۴۰۰
6. ابن حزم، الحلبي، ج: ۸، ص: ۳۶۲
7. خطیب شربینی، محمد بن محمد، مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المسنہ، ج: ۲، ص: ۱۱۷
8. ایضاً، ج: ۲، ص: ۱۱۷
9. نسائی، احمد بن شعیب، السنن، کتاب البیوع، باب الاستقراض، ج: ۳، ص: ۱۳۷
10. قشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب استیجاب الوضع من الدین، ج: ۳، ص: ۱۱۹۲، حدیث نمبر: ۱۵۵۷
11. حاکم، محمد بن عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین، کتاب البیوع، ج: ۲، ص: ۲۲
12. ابو عبیدہ، قاسم بن سلام، کتاب الاموال، الجزء الثالث من الکتاب، باب توفیر الفسی للمسلمین وایثارہم علیہ، حدیث نمبر: ۹۶۳، ص: ۲۴۹
13. بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الاستقراض، ج: ۵، ص: ۶۰، حدیث: ۲۳۹۷
14. ایضاً، ج: ۵، ص: ۶۰
15. عینی، بدر الدین، عمدۃ القاری، ج: ۶، ص: ۱۱۸
16. نسائی، احمد بن شعیب، السنن، کتاب الاستعاذہ، ج: ۸، ص: ۲۵۷
17. نسائی، السنن، کتاب الاستعاذہ، باب الاستعاذہ من غلبۃ الدین، ج: ۸، ص: ۲۶۸
18. احمد بن حنبل، المسند، حدیث: ۱۷۴۰، ج: ۲۸، ص: ۶۲۶
19. حاکم، المستدرک علی الصحیحین، کتاب البیوع، ج: ۲، ص: ۲۶
20. ساعاتی، احمد بن عبد الرحمن البنا، بلوغ الآمانی من اسرار الفتح الربانی، ج: ۱۵، ص: ۸۷، ۸۶
21. مالک بن انس، الموطا، کتاب الوصیۃ، باب جامع القضاء، حدیث: ۷۷۰۲

22. ابن حجر، احمد بن علی، فتح الباری، ج: ۱۱، ص: ۱۴۷
23. قرطبی، احمد بن عمر، المفہم، ج: ۴، ص: ۵۷۴
24. ابن حجر، فتح الباری، ج: ۲، ص: ۳۱۹
25. ایضاً، ج: ۵، ص: ۶۱
26. عینی، عمدۃ القاری، ج: ۶، ص: ۱۱۷
27. احمد بن حنبل، المسند، ج: ۳، ص: ۱۵۷، حدیث: ۱۷۰۸
28. حاکم، المستدرک علی الصحیحین، کتاب البیوع، ج: ۲، ص: ۲۳
29. بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاستقراض، باب من اخذ اموال الناس یرید اداءھا أو اتلافھا، ج: ۵، ص: ۵۳، حدیث: ۲۳۸۷
30. ابن حجر، فتح الباری، ج: ۵، ص: ۵۴
31. ایضاً، ج: ۵، ص: ۵۴
32. بیہقی، علی بن ابو بکر، مجمع الزوائد و منبع الزوائد، کتاب البیوع، باب فیمن ان لا یتقضى دینہ، ج: ۴، ص: ۱۴۲
33. ابن قدامہ، عبد اللہ بن محمد، المغنی، ج: ۴، ص: ۳۴۸
34. ایضاً، ج: ۴، ص: ۳۴۹

Bibliography

1. Al-Nisai, Ahmed Bin Shoaib, *Al Sunan* (Beirut: Mosasat Al Rislal, 1421).
2. Abu-Dawood, Sulman Bin Ashath, *Al Sunan*, (Beirut: Dar-UI-Risalah Al-Almiah, 1430).
3. Ali Bin Sultan Al Qari, *Mirqat Al-Mafateeh Sharah Mishkaat Al-Masabeekh*, (Beirut: Dar-UI-Kutub, Al-Ilmiah, 1428).
4. Ahmed Yar Khan Naemi, *Miraat Al Manageeh*, (Lahore: Qadri Publishers, Feb 2005).
5. Ahmed Bin Hanbal, *Al Musnad*, (Beirut: Moasast-UI-Risalah, 2009).
6. Amjid Ali Aazmi, *Bahar Shariat* (Karachi: Maktabat-UI-Madina, 2014).
7. Ahmed Raza Brelvi, *Fatawa Razvia*, (Lahore: Raza Foundation).
8. Bukhari, Muhammad Bin Ismaeil, *Al Jamey Al Sahih*, (Misar: Dar UI Tooq Un Nijaha, 1437. AH).
9. Badar –UI-Deen Eani, *Umdat-UI- Qari* (Beirut: Dar-UI-Kutub Al- Ilmiah).
10. Behqi, Ahmed-Bin-Hussain, *Al-Sunan-UI-Kubra* (Beirut: Dar-UI-Kutub Al-Ilmiah, 1424).
11. Bukhari, Muhammad Bin Ismaeil, *Al-Adab UI Mufrad* (Beirut: Dar-UI-Kutub Al-Ilmiah, 1427).
12. Ibn Majah, Muhammad Bin Yazeed, *Al Sunan*, (Beirut: Dar-e-Ikhyia-UI-Kutub Al-Ilmiah, 2009).

قرض لینے سے متعلق متعارض روایات کا تقابلی مطالعہ

13. Hakim, Muhammad Bin Abdullah, *Al-Mustadrak-Ala-Sahiheen*, (Beirut: Dar-Ul-Kutub Al-Ilmiah, 1422).
14. Muslim Bin Al-Hajjaj, *Al-Sahih*, (Beirut: Dar-e-Taibah, 1427).
15. Tibrani, Sulman Bin Ahmad, *Al-Moujam Al-Kabeer*, (Maktabah Ibn-e-Temiah, 2008).